ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی ہی احسن

خدا کا شکر ہے کہ میاں جی بھولن کے اشتہار کا تفصیلی اور مستوفا جواب ہے

یہ

فرحة الاخیار بتفصیل جواب الاشتہار

مع جواب سوط الازدجار مسمی

بہ

اعاذة الابرار من وسواس سوط الازدجار

(جو ہر دو جواب سراپا مملو بہ تحقیق ہیں و مشحون بہ تدقیق)

مطبع سعید المطابع واقع بنارس میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین و الصلوٰۃ و السلام علی محمد و اٰلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد واضح ہو کہ عرصہ دو سال سے زائد گذرا کہ خاکسار نے ایک فتویٰ اِس مضمون کا لکھا تھا کہ زانیہ تائبہ کے مکان کی آمدنی کو تعمیر مسجد مین صرف کرنا درست ہے اُس فتویٰ کا جواب ہمارے مخاطب اور اُنکے اعوان والصار نے بڑی سعی و کوشش سے مدت دو برس مین مولوی محمد عبد اللہ صاحب جھیروی وغیرہ سے لکھا کر اور نیز اُس پر متعدد لوگون سے مہر و دستخط کرا کر ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۲ مین طبع کرایا جسکا جواب الزامی مسمیٰ بہ رد الاشتہار اُسی وقت یعنی معاً چھپنے اشتہار مخاطب کے شائع کیا گیا اب اُسکا تفصیلی جواب لکھکر ناظرین منصفین کی خدمت مین ہدیہ کیا جاتا ہے۔

(ہمارے مخاطب کے اشتہار کا تفصیلی اور معقول **جواب**)

قولہ اشتہار واجب الاظہار **اقول** اگر ہمارے مخاطب کے نزدیک

ما نحن بصدده کا اشتہار واجب تھا تو امام اعظم رح نے جو قرچی زانیہ کو بلا تو
حلال فرمایا ہے اِس کا اشتہار اوجب تھا اِس لئے کہ یہ مذہب صحیح حدیث کے
خلاف ہے **قولہ** دیر سے کر رہے تھے پنجڑے مین بیٹھو ٹین ٹین ؎ اب جگر تھام کے
بیٹھو میری باری آئی ؎ **اقول** یعنی مشتہر صاحب لوگون کو اِس امر کی اطلاع دیتے ہین
کہ اب ٹین ٹین کرنے کی میری باری آئی کیون جناب مشتہر صاحب اگر آپکو مین ٹین کرنے کی
باری آئی تو کیا آئی خیر اگر آپ کو اسی پر ناز اور فخر ہے تو بسم اللہ آپ شوق سے
ایکبار نہین سو بار ٹین ٹین کرین انشا اللہ تعالیٰ اس ٹین ٹین کرنے کا ثمرہ اور نتیجہ
عمدہ پیدا ہوگا بلکہ ہو بھی گیا **قولہ** محققین جلد دوڑ کر ادہر آئے الخ **اقول**
محقق اور غیر مقلد مین کوئی فرق نہین یعنی جو محقق ہے وہ غیر مقلد ہی و بالعکس
پھر محققین کو مخاطب کر کے غیر مقلدین کو صلواتین سُنانا گویا خود انھیں محققین کو
سُنانا ہے وھذا من العجائب اور مشتہر نے جو گروہ سعادت پژوہ
یعنی اہلحدیث کو نیا قرار دیا ہے سو یاد رہی کہ یہ گروہ نیا نہین ہے بلکہ قدیم ہے
کلام علماے احناف سے بھی اس گروہ کا قدیم ہونا ثابت ہے چونکہ نقل عبارت
مین طوالت ہے اور یہان مقصود اختصار ہے لہذا عبارت نقل نہین گئی
ہان جب مشتہر صاحب پھر اس امر کا انکار کرین گے اُسوقت ہم اِس امر کو
ثابت کر دینگے باقی مشتہر نے جس پیرایہ مین ہم اہل حدیث کو یاد کیا ہے اُسکا
ترکی بترکی جواب دینا اور تحریرون مین گالیان بکنا ہم اہل حدیث کا طریقہ و شیوہ
نہین ہے یہ مقلدین ہی کو مبارک ہو اسطرف سے یہہ شعر گالیون کے جواب مین
کافی ہے ؎

زبان کھولین سگے مجھ پر اب عدو کیا شرمساری سے ؎ کہ منہ مین انکے مین نے خاک بھر دی خاکساری سے

قولہ سچے ایماندار اُنکے دام مین نہین آتے **اقول** کیون جناب جو عالم حنفی مسو کی

صلحنامہ مین شریک تھے کیا وے لوگ آپ کے نزدیک سچے ایماندار نہین
ہین اور صرف آپ ہی یا چند اشخاص اور جنھون نے اس صلحنامہ کے قبول کرنیسے
انکار و انحراف کیا سچے ایماندار ہین کیون نہو سچے ایماندارونکی ایسی ہی بول
ہوتی ہے چونکہ بعض ناظرین کو اس صلحنامہ کا حال معلوم نہوگا لہذا اُس صلحنامہ
کو بعینہ نقل کر دیتے ہین تا اشتہار جیسے سچے ایماندارون کے ایمانکا اندازہ کرلین

نقل صلحنامہ علمائے فریقین قصبہ مئو ضلع اعظم گڈھ

امابعد چون فیمابین مسلمانان مئو کے درباب بعض مسائل اختلاف واقع
تھا فریقین نے ہملوگ یعنی محمد فیض اللہ و محمد عبد اللہ و الٰہی بخش و کریم بخش و
محمد قایم علی و محمد عبد اللہ و محمد حسام الدین کو واسطے رفع اختلاف کے ثالث مقرر
کیا چنانچہ ہملوگون نے اس طور پر مصالحہ تجویز کیا کہ جامع مسجد مین وقت
نماز جمعہ کے آمین بالجہر ادنے مرتبہ موافق حدیث سنن ابی داؤد حتی یسمع من یلیہ
من الصف الاول الحدیث کے ادا کرین اور رفع یدین بدستور اور
ماسوا جامع مسجد کے اور مساجد مین آمین بالجہر مین مختار ہین جیسے چاہین ادا
کرین کسی امر مین کوئی مزاحمت و ممانعت نکرے اور ہر فریق ایک ساتھ
دوسرے کے جماعت سے نماز ادا کرے اور کوئی باخود ہا انکار نکرے فقط

المرقوم ۱۱ شعبان روز شنبہ ۱۲۹۴ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

العبد	العبد	العبد
محمد فیض اللہ عفا عنہ	محمد عبد اللہ عفا عنہ	الٰہی بخش عفا اللہ عنہ
اہل حدیث	حنفی	حنفی

العبد	العبد	العبد	العبد
محمد قایم علی	کریم بخش	محمد عبد اللہ	محمد حسام الدین
اہل حدیث	حنفی	اہلحدیث	اہلحدیث

واضح رہے کہ اِس صلحنامہ کا مسودہ خاص جناب مولوی الٰہی بخش صاحب ساکن گوپا نے تحریر فرمایا تھا اور اِس صلح کے اصل محرک بیج ناتھ پرشاد تھانہ دار تھے چونکہ اُس وقت یہان مقلدین کا نہایت زور تھا لہذا تھانہ دار صاحب نے فریقین کے عوام مین سے بعض بعض لوگون کو اپنے یہان بُلا بھیجا جب یہہ لوگ حاضر ہوے تھانہ دار صاحب نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے اپنے طرف کے مولویون کو ثالث قرار دیکر اُنکی صلح کو تسلیم کر لیتے جاؤ چنانچہ فریقین نے اپنے اپنے مولویون کو ثالث قرار دیا یہ امر خود صلحنامہ مذکورہ منقولہ سے واضح ہے مشتہر صاحب بھی اپنے مولویون کو ثالث دینے مین اپنی فریق کے شریک تھے اور جب صلحنامہ بہ تجویز ثالثین مسلمہ فریقین لکھکر مکمل ہوگیا تب مشتہر صاحب اُس سے گریز کر گئے اور نہین مانا اب مشتہر صاحب سے کوئی پوچھے کہ پھر آپنے اپنے مولویونکو ثالث کیون قرار دیا تھا اور جب اُنھون نے فیصلہ کر دیا تو اُس سے انحراف کیون کیا گیا سچے ایماندار ایسا ہی کیا کرتے ہین۔

ہان اصل قصہ اِس صلحنامہ کے نہ ماننے کا یہہ ہے کہ جب یہہ صلحنامہ جامع مسجد مین قلم بند ہوچکا تو سب لوگون کی یہ رائے ہوئی کہ یہ صلحنامہ جناب مولانا محمد فیض اللہ صاحب کو حوالہ کیا جاوے چنانچہ وہ صلحنامہ جناب مولانا محمد فیض اللہ صاحب مرحوم لیکر مکان پر تشریف لائے اُسی روز قریب گیارہ بجے شب کو جناب مولوی کریم بخش صاحب امام جامع مسجد مولانا مرحوم کے مکان پر تشریف لائے دروازہ پر جناب حکیم رکن الدین صاحب برادر کلان مولانا مرحوم و دو چار شخص اور سوا اسکے تھے مولوی کریم بخش صاحب نے جناب حکیم صاحب کو جگایا اور فرمایا کہ آپ لوگ سوتے ہین اور ہمارے یہان قیامت برپا ہے جناب مولانا صاحب کہان ہین آپ نے فرمایا کہ اندر ہین

مولانا صاحب باہر تشریف لائے مولوی کریم بخش صاحب سار اواقعہ منکرین
کے دھمکانے کا بیان کر گئے اور فرمایا کہ صلحنامہ عنایت فرمائی ورنہ ہمارا مکان لٹ
جاتا ہے مولانا صاحب مرحوم کو رحم آگیا صلحنامہ کو دیدیا جب صلحنامہ یہان سے
لیگئے جب جا کے جناب مولوی کریم بخش صاحب کو منکرین سے رہائی وڈھلائی
ہوئی معلوم نہین کہ وہ صلحنامہ اصل چاک کر ڈالا گیا یا جلا دیا گیا یا ابتک
اُنکے پاس موجود ہے واللہ اعلم بالصواب پھر ۱۳۰۴ء مین فریقین کے عوام نے
صلح کے بابت ایک جلسہ کیا تھا اُس جلسہ مین بھی تمام لوگون کی یہی رائے
قرار پائی کہ سب اپنے اپنے طور پر یکجا نماز جمعہ ادا کیا کرین مگر وہی چند
اشخاص معلوم عند الاکثرین اِس صلح مین بھی خلل انداز ہوئے اور
یہانتک انکار بلیغ کیا کہ اخترنا النار علی العار کہہ گذرے یعنی یہ بات
کہدی کہ ہم لوگون کو دوزخ منظور ہے مگر اِن لوگون کا ساتھ منظور نہین
ماشاء اللہ کیون نہو سچے ایماندار ونکی یہی شان ہے **اب ناظرین**
یہان کے بعض مقلدین کی زیادتیون کو اِسی پر قیاس کرلین اور یہین سے
اِن کے سچے ایمان کا اندازہ فرمالین کہ جب ایسے صلحنامہ کو جو سراپا موافق کتاب
وسنت ہے اور خود انکے عالمون کا دستخطی ہے جنکو آپ ثالث قرار دیا تھا
نہین مانا تو اور کیا مانین گے فحش اور واہیات بکنے کا گو ہمکو بھی یہان موقع
اچھی طرح سے حاصل ہے مگر فمن عفا و اصلح الآیۃ پر عمل کیا گیا اور غرض اور
مطلب سے کام رکھا گیا **قولہ** یا اللہ یہ کیسا زمانہ شروفساد کا آگیا کہ ہر اجلہ
خوان اپنے کو فخر الدین رازی سمجھتا ہے الخ **اقول** لاتسبوا الدہر لفظ
حدیث شریف ہے پھر زمانہ کا شروفساد کیسا ہان اہل زمانہ کا شروفساد بیشک
ہوتا ہے اور اس وقت مین بہت بڑا فتنہ وفساد اہل زمانہ کا قول وجوب

تقلید شخصی کا ہے منصفین انصاف فرمائیں کہ جو لوگ تقلید شخصی کو واجب جانیں
اور سنن مشہورہ مصطفویہ سے اعراض کریں اور بدعات شنیعہ پر عمل کریں
وہ اِس حسرت کے مصداق ہین یا جو لوگ تقلید شخصی کو واجب نہ کہین اور کتاب
وسنت کی پیروی کو اپنا دین وایمان جانین اور بدعات سے دور رہین وہ
اِس حسرت کے مصداق ہین انصاف نہین تو کچھ نہین اور اِس طرف تو کوئی عالم
بھی اپنے کو امام رازی نہین سمجھتا چہ جائے کہ ابجد خوان البتہ فریق ثانی
مین بعضے ابجد خوان اگر اپنے کو امام رازی سمجھین تو دور نہین اولامام ابو حنیفہ
جانین تو بعید نہین اسی فریق ثانی کے بعض ابجد خوان بڑے زور وشور سے
تقلید شخصی کے وجوب کا دعوے کرتے ہین اور مزہ یہہ کہ ذرا بھی عربیت
مین بہرہ نہین یہان پر ایک حکایت اُنکی جو بعض ثقات کے ذریعہ سے
پہونچی تھی یاد آئی وہ یہہ کہ اوائل مین جس وقت کتاب الفوائد البہیہ فی
تراجم الحنفیہ مؤلفہ مولانا محمد عبد الحی صاحب مرحوم قصبہ مئو مین پہونچی تھی
تو ان حضرت نے بڑے زور اور الحان سے اِس کتاب کے نام کو پڑھا
اور تراجم کی میم کو ضمہ پڑھا یعنی یون کہا الفوائد البہیہ فی تراجمُ الحنفیہ
حاضرین مین جنکو عربیت کا قاعدہ معلوم تھا بے ساختہ ہنس پڑے اور
قہقہہ لگائے کہ یہہ الحان واہ وی اور یہہ ضمہ کی تکبندی اب جس مُلّا اور ابجد
خوان کا جی چاہے وہ شوق سے تقلید شخصی کے وجوب کی دلیل بیان کرے
اور شوق سے ہم اہلحدیث کے مسائل معمولہ مروجہ وغیرہ پر اعتراض کرے
ہماری تو مدتون سے یہی دلی مراد تھی کہ خدا کب وہ دن لاویگا کہ طرفین سے
تحریرین چھپ چھپ کے شائع ہون گے الحمد للہ کہ وہ دن پہونچ گیا ؎
للہ الحمد ہر آنچیز کہ خاطر میخواست ؛ آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید ؛

قولہ عالمون کا کیا ذکر ہے میزان منشعب کے پڑھنے والے بڑی بڑی
مہرین بنا کر چھیپون کی طرح سے آنکھین بند کر کے فتوے پر مہر لگاتے ہین **اقول**
ہماری طرف کا کوئی میزان خوان فتوے پر مہر نہین لگا تا شاید مشتہر نے بقول
المرء یقیس علی نفسہ کے یہ بات لکھدی ہے ہمارے جانب کے تو وہی لوگ مہر کرتے
ہین جو کتب معقول و منقول کی سند حاصل کر چکے ہین اِس فتوے متنازع فیہ پر جنلوگونکی
مہرین ہین وہ سب پورے مولوی ہین انمین کوئی میزان خوان نہین ہان اگر مشتہر صاحب
اِس طرف کے عالمون کو میزان خوان ہی سمجھتے ہین تو یہہ تعجب نہین ہے اِسلئے کہ
یہہ قاعدے کی بات ہے کہ جب کوئی کسی سے ہار جاتا ہے اور مقابلہ سے بھاگ
جاتا ہے تو وہ اُس کو یون ہی یاد کرتا ہے **ع** حسدوا الفتے اذ لم ینالوا
فضلہ ؛ والقوم اعداء لہ وخصوم ؛ کضرائر الحسناء قلن
لوجھا ؛ حسدا و زورا انہ لدمیم ؛ ہان تعجب ہے کہ خود مشتہر کی
جانب کے مولوی جو اپنی علمیت کا نقارہ بجاتے ہین اور لوگون کو اپنی بڑائیان اور
تعلیان سُناتے ہین وہ مسئلون مین غلطی کرین یہان پر مناسب نظر آیا کہ ایک
فتوے مولوی[ف] عبد العلیم صاحب مبارکپوری کا نقل کر دیا جاوے جس سی عموماً سب
لوگون پر اور خصوصاً مشتہر صاحب پر ظاہر ہو جاوے کہ فریق ثانی کے علامہ
زمان فہامہ دوران نے مانند چھیپون کے آنکھ بند کر کے مہر چپکا دیا ہے وہ فتویٰ
یہہ ہے ۔

سوال

کیا فرماتے ہین علماے دین اِس مسئلہ مین کہ ایک شخص کے چار بیبیان ہین
ایک مکان مین چارون موجود تھین دروازہ بند تھا شوہر نے باہر سے پکارا کسی
بی بی نے اندر سے جواب دیا اور جواب دیکر خاموش ہو گئی صبح کو مرد نے کہا کہ

[ف] یہہ صاحب مشہور بہ مولوی لعل محمد ہین ۱۲ منہ

جس بی بی نے جواب دیا اُسکو تین طلاق ہے عورتون سے پوچھا کہ کس نے جواب دیا ہے ہر ایک نے اِنکار کیا اب کس پر طلاق واقع ہوئی بینوا توجروا۔

ہو المصوب

بعد تیقن اِس امر کے کہ آواز اُسکی کسی ازواج کی ہے تحری کر کے اُسکو جُدا کرے والا وطی کسی ازواج سے جائز نہین فتاوی سراجیہ مین ہے اذا طلق واحدۃ من نسائہ الاربع عینھا فاشتبہت المطلقۃ فانہ لا یحل وطیھن مالا یتحری انتہی کتبہ الراجی رحمۃ ربہ الحی العلیم ابو الامجد محمد عبد العلیم المبارکفوری تجاوز اللہ عن ذنبہ ربہ الباری۔

محمد عبد العلیم
۱۳۰۰
ابو الامجد

واضح رہے کہ یہ جواب حسب کتب فقہ حنفی غلط ہے اس لئے کہ صورت مندرجہ سوال مین تحری جائز نہین ہے صورت مندرجہ مین وطی کل بی بیون سے بوجہ اشتباہ حرام ہے جب تک کہ تعین اُس مطلقہ کی معلوم نہو اور تعیین بالتحری البضاع مین جائز نہین ہے اَشباہ و نظائر مین ہے الاصل فی الابضاع التحریم فاذا تقابل فی المرأۃ حل وحرمۃ غلبت الحرمۃ ولھذا لا یجوز التحری فی الفروج و اذا طلق احدی نسائہ بعینہا ثلاثا ثم نسیہا وکذلک ان میز کلھن الا واحدۃ لم یسعہ ان یقربہا حتے انہا غیر المطلقۃ انتہی اور بھی اُس مین ہے لو اختلطت زوجتہ بغیرہا فلیس لہ الوطی ولا بالتحری انتہی رہی عبارت فتاوی سراجیہ کی جسکو مجیب نے نقل فرمایا ہے سو مجیب نے نقل عبارت مین غلطی فاحش کی ہے اصل کتاب مین

بالتحری کا لفظ ہے نہ مالا یتحری کا اسیلئے صاحب فتاوی برہنہ نے اُس عبارت
کا یون ترجمہ کیا ہے (صاحب چہار زن یکے معین را طلاق داد مطلقہ مشتبہ
شد وطی تحری روا نہ) غالبًا عبارت کو مجیب نے فتاوی سراجیہ مطبوعہ مطبع
نولکشور سے جو فتاوی قاضیخان کے حاشیہ پر چھپا ہے نقل کیا ہے ہم نے
اس چھاپے کی طرف مراجعت کی ہے اگرچہ لفظ بالتحری پر کچھ روشنائی کم
اوٹھی ہے الا بالتحری کا لفظ صاف ہے مالا یتحری کسیطرح پڑھا نہین ہوسکتا
الحاصل مجیب کی غلطی مین کچھ شک نہین جناب مولانا محمد عبدالحی صاحب مرحوم
نے بھی مجموعۃ الفتاوی مین ہمارے موافق تحریر فرمایا ہے **اب** ناظرین
انصاف فرمائین کہ صاحب تو شتہر کے نزدیک ابجد خوان نہین یہہ تو
وہ ہین جو یہان لوگون کو درس دیتے رہے اور فضیلت کی پگڑیان باندھتے
رہے کیا انکی ٹری مہر نہین ہے اور کیا انھون نے مانند چھیپون کے انکھ بند
کرکے مہر نہین لگایا انکا انکھ بند کرکے مہر لگانا تو بالاتفاق ثابت ہی بخلاف
ہم اہل حدیث کے **قولہ** حالانکہ استفتا کے جواب سے بڑے بڑے
علامہ ٹھہراتے ہین الخ **اقول** آپکا یہہ کہنا بجا ہے پر آپکے علامہ نے ذرا
بھی تامل نفرمایا جھٹ جواب لکھ کر ڈبل مہر چپکا دی **قولہ** افسوس صد افسوس
اس زمانہ مین جہالت ایسی پھیلگئی کہ سیکڑون آدمی چاہ ضلالت مین گرے
پڑتے ہین الخ **اقول** جناب حضور کا قول نہایت سچا لائق داد و ثنا ہے
سیکڑون کیا بلکہ لاکھون آدمی جادہ استقامت سے پھسل گئے دیکھو لاکھون
آدمی محض بے دلیل ایک معین مذہب کی تقلید کو واجب کہنے لگے اور قدیم اور
اصلی طریق کو جو اس تقلید مذہب کے قبل سلف صالحین مین جاری تھا
اُسکو عوام سے چھپانے اور جدید مذہب بنانے لگے پھر یہہ جادہ استقامت سے

پھسلجانا نہین ہے تو کیا ہے اور یہی لوگ نفس کے مقلد کہے جائین تو بجا ہے اور ہوس کے متبع کہے جائین تو سزا ہے اور اگر یہہ لوگ مقلد النفس والہوس نہون گے تو پھر کون جنکو نئی نئی تحریرات کہا ہے اگر خلاف کتاب وسنت ہین تو انکا جواب کیون نہین شائع کیا جاتا اور اُس آیت یا حدیث کا کیون نہین اظہار کیا جاتا اُسکو کس دن کے لئیے چھپا رکھا ہے آیت یا حدیث اشاعت وتبلیغ کے لئے ہے نہ چھپانے کے لئے **قولہ** چنانچہ ایک استفتا الی قولہ حقیقت مین وہ جواب محض غلط ہے الخ **اقول** وہ جواب بہت صحیح ہے جیسا کہ عنقریب واضح ہوگا **قولہ** اور غائت کثرت مہر کی صرف اتنی ہی ہے کہ عوام الخ **اقول** جب صرف چار مہرون کے بابت یہہ غائت نکالی گئی ہے تو جواب الجواب پر جو مہرون کا ہجوم ہے اور دستخطون کا دھوم وہ کس غایت سے ہے **قولہ** چونکہ یہہ جواب ناصواب مخالف کتاب وسنت ہے الخ **اقول** وہ جواب نہ ناصواب ہے اور نہ مخالف کتاب وسنت ہے بلکہ وہ جواب خود قواعد فقہ کے موافق ہے جیسا کہ جواب الزامی یعنی رد الاشتہار سے ظاہر ہوچکا اور نیز اسکا بیان اس تحریر مین بھی آئیگا بلکہ علٰی وجہ التفصیل اور جو کچھ علماے ارباب تحقیق نے تحریر فرمایا ہے اُسکا جواب نہایت ہمواری اور پاکیزگی کے ساتھ دیا گیا ہے امید کہ ناظرین بہت محظوظ ہون گے اور ازدیاد حظ کے لئے ایک خط مسرت نمط بھی نقل کردیا گیا ہے اور مشتہر نے جو اس تحریر کو اپنے زعم مین ناصواب تصور کرکے اِس جانب کے جملہ تحریرات سابقہ و لاحقہ کو غیر معتبر ٹھہرایا ہے تو قطع نظر بہت سے اعتراضون کے اس لزوم پر وہ جواب ناصواب نہین ہے **قولہ** المشتہر حق گو حق شناس رفیع طلب خاکسار رجب علی **اقول** قال اللہ تعالی الم تر الی الذین یزکون انفسہم وقال تعالی ھو اعلم بکم

اذ انشاءکم من الارض و اذ انتم اجنة فی بطون امھاتکم فلا
تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی۔

(مولوی محمد عبد اللہ صاحب چھپیروی کی تحریر کا **جواب**)

قولہ ناجائز لما روی عن ابی مسعود الخ اقول اولاً یہ حدیث ما نحن فیہ سے
متعلق نہین ہے اس حدیث مین مہر البغی یعنی اجرت زانیہ سے نہی وارد ہے
اور اسکی حرمت محل بحث نہین ہے احادیث صحیحہ صریحہ سے اسکی حرمت
کالشمس علی رابعة النہار ثابت ہے جس مین کسیکو خلاف کی مجال نہین ہے
اور باوجود اسکے بھی اگر کوئی نزاع کرے یا اسکو حلال بتائے تو اُسکا
قول بوجہ مخالفت سنت صحیحہ صریحہ باطل و مردود ہے محل بحث یہ صورت ہی
کہ اگر کوئی عورت زانیہ ہو اور زنا کی اجرت حاصل کرے پھر زنا سے تائب
ہو جائے تو آیا وہ عورت بعد توبہ بھی شرعاً زانیہ اور بغی باقی رہتی ہے
یا نہین شق اول تو بحکم التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ وغیر ذلک من
النصوص صریح البطلان ہے پس شق ثانی متعین اور جب وہ عورت شرعاً زانیہ
اور بغی باقی نہین رہتی ہے تو وہ اجرت بھی اجرت زانیہ و مہر البغی باقی نہین
رہی پس حدیث مذکور بھی اُس سے متعلق نہین رہی **ثانیاً** اجرت
مذکورہ عورت مسطورہ کی ملک ہے یا نہین بشق اول عبارت فتاوی
عالمگیری وغیرہ (شرط الوقف ان یکون من ملک الواقف) جسکو صاحب تحریر نے
اس جگہہ نقل فرمایا ہے اس مقام سے بے تعلق ہے و بشق ثانی عبارت
مسک الختام منقولہ از حافظ ابن القیم رح یہان صاحب تحریر کو کچھ مفید
نہین ہے ثالثاً اِس مسئلہ مین ہر شخص کی رائے جداگانہ ہے حافظ ابن
القیم نے زاد المعاد مین اس امر کی تصریح کی ہے کہ ایسے مال کے کاسب کو بلا ضرورت

فقر اُس مال کا اپنے صرف مین لانا درست نہین ہے لیکن کا سبکو لازم ہے کہ
ایسے مال کو صدقہ کردے اور اُسکی پوری توبہ اسی مین ہے اور فقہا نے یہ لکھا ہے
کہ ایسے مال کو اُسکے ارباب کی طرف واپس کردے اگر ممکن ہو اور اگر ممکن نہو تو
اُسکی طرف سے صدقہ کردے لیکن یہہ دونون قول صحیح نہین اول اس لئے
صحیح نہین کہ جب وہ مکسوبہ زانیہ توبہ سے پاک نہین ہوتا تو اُسکا صدقہ کیونکر درست
ہوگا اس لئے کہ حرام مال کا صدقہ عند اللہ مقبول نہین اور پھر جب وہ حرام کا
حرام ہی رہا تو متصدق علیہ کے حق مین کیسے درست ہوگا یا خود اُسی کاسب کے
حق مین درصورتیکہ وہ محتاج ہو کیسے درست ہوگا اس لئے کہ جب حدیث مین
آگیا کہ مہر البغی حرام یعنی خرچی زانیہ کی حرام ہے تو ظاہر ہے کہ کاسب اور غیر کاسب
اور غنی اور فقیر سب کے حق مین حرام ہے اس تفرقہ کی دلیل قواعد ونظائر
شرع سے درکار ہے ثانی اس لئے صحیح نہین کہ مکسوبہ زانیہ مین اُس زانی کا
حق مطالبہ باقی نہین ہے اسلئے کہ وہ مقبوض برضا الدافع ہے اور جب اُس
زانی کا حق مطالبہ اُس مکسوبہ زانیہ مین نہین ہے تو زانیہ اُس مال کو
زانی کیطرف کیون واپس کرنے لگی اور نیز جب اُس زانی کا حق مطالبہ
اُس مال مین نہین ہے تو اُسکی طرف سے صدقہ کرنے کی کیا ضرورت ہے
اور نیز جب اُس مال مین بوجہ مباشرت فعل حرام کے خباثت آگئی تو اُس زانی کیطرف
لوٹا دینے سے اُسکے حق مین خباثت کیونکر مرتفع ہوگئی لامحالہ وہ خباثت اُسکے حق مین
بھی ثابت ہوگی اور جب اُسکے حق مین بھی ثابت ہوگی تو لوٹا دینے کا کوئی نتیجہ ظاہر
نہوا اُس رای ثانی کو حافظ ابن القیم نے بھی زاد المعاد مین باطل کیا ہے بلکہ
اسکا بطلان خود عبارت مسک الختام سے جسکو مجیب نے نقل فرمایا ہے ظاہر ہے
حاصل یہہ کہ یہہ دونون رائین صحیح نہین صحیح رائے یہی ہے کہ اس قسم کا

مال توبہ سے حلال ہو جاتا ہے چنانچہ اسکی دلیلین اصل فتوے مین گذر چکی ہین
اور انکی تفصیل عنقریب اس تحریر مین آئیگی **قولہ** و مولانا شاہ اسحق صاحب الخ
اقول اولاً یہہ عبارت ملحقات مایۃ مسائل مین نہین ہے **ثانیاً** اگر یہہ عبارت
ہو بھی تو اس عبارت کا یہان نقل کرنا بے موقع ہے اسلئے کہ مکسوبہ زانیہ اسکے
ملک مین ہے اور یہی حال سود وغیرہ کا ہے **ثالثاً** مولانا مرحوم نے مال
حرام سے کیا مراد لیا ہے اگر اس سے وہ مال حرام مراد لیا ہے جس مین
حق غیر کا متعلق ہوتا ہے تو سود و رشوت کی تمثیل صحیح نہین اسلئے کہ سود و
رشوت مین حق مطالبہ نہین ہے اور اگر مال حرام سے مطلق مال حرام مراد لیا ہی
یعنی وہ مال جسمین حق مطالبہ باقی رہتا ہے اور وہ مال جس مین حق مطالبہ
باقی نہین رہتا تو عبارت عالمگیری حسب دعوے منطبق نہین اس لئے کہ دعوے
عام ہے اور دلیل خاص **رابعاً** مکسوبہ زانیہ کا وقف علے طور الحنفیہ قبل توبہ
بھی درست ہے اِس جہت سے کہ دراہم اور دنانیر عقود مین متعین نہین
ہین پس جب اُس عورت نے مکانات بنوانے کے لئے اسباب خریدے
یا کاریگرون اور مزدورون کو اجرت دی تو یہہ عقد ثانی اُس حرام کے
روپیہ کے ساتھہ متعلق نہین ہوا اور جب یہہ عقد ثانی اوس حرام کے روپیہ کے
ساتھہ متعلق نہین ہوا تو جو اسباب مکان کے اس عقد ثانی سے خریدے
گئے اُس مین کوئی خبث نہین آیا پس اُن مکانات مین بھی جو ان اسباب
طیبہ سے بنوائے گئے کوئی خبث نہین آیا پس انکی آمدنی مین بھی کوئی خبث
نہین آیا بلکہ وہ آمدنی عند الحنفیہ اس بیان سے طیب ہوئی ہدایہ مین ہے
(ومن اشتری جاریۃ بیعاً فاسداً و تقابضا فباعہا و ربح فیہا تصدق
بالربح و یطیب للبائع ما ربح فی الثمن) والفرق ان الجاریۃ مما یتعین

فیتعلق العقد بہا فیتمکن الخبث فی الربح و الدراھم و الدنانیر لا
یتعینان فی العقود فلم یتعلق العقد الثانی بعینہا فلا یتمکن الخبث
فلا یجب التصدق و ھذا فی الخبث الذی سببہ فساد الملک
(الی قولہ) و کذلک اذا ادعی علی آخر مالا فقضاہ ایاہ ثم تصادقا انہ لم
یکن علیہ شئی و قد ربح المدعی فی الدراھم لطیب لہ الربح لان الخبث
لفساد الملک ھھنا انتھی اور نیز ہدایہ کے باب المہر مین ہے فان
تزوجہا علی الف فقبضتہا فوھبتہا لہ ثم طلقہا قبل الدخول رجع علیہا بخمسمائۃ
لانہ لم یصل الیہ بالھبۃ عین ما یستوجبہ لان الدراھم و الدنانیر لا یتعینان
فی العقود و الفسوخ انتھی اور شامی مطبوعہ دہلی صہ ۱۲۱ جلد ۵ مین مسئلہ
لو اشترے بالدراھم المغصوبۃ طعاما حل التناول الخ اور مسئلہ لو
اشتری بالف الغصب او الودیعۃ طعاما او ثوبا حل الانتفاع الی
قولہ لان الحرمۃ عند اتحاد الجنس اور صہ ۲۱۹ جلد ۵ مین عبارت
رجل اکتسب مالا من حرام ثم اشتری فھذا علی خمسۃ اوجہ
الی آخر القول کو ملاحظہ فرمائین ان عبارات کتب احناف سے مکان مسئول
عنہ کا وقف درست ثابت ہوتا ہے قولہ و استدلال بآیہ کریمہ الا من تاب الخ
اقول اولا جب مدلول صریحی آیہ کریمہ کا یہہ ہے کہ اللہ تعالے بعد توبہ کے
گناہون کو نیکیون سے بدل دیتا ہے تو بالضرور زنا بعد توبہ کے مبدل بعفت
ہوگیا پس اجرت سابقہ جس پر قبل توبہ اجرت زنا کا لفظ شرعا صادق تھا
بعد توبہ اُس پر اجرت زنا کا لفظ شرعا صادق نرہا پس آیہ کریمہ سے
جسطرح توبہ کا موجب مغفوریت و مزیل خبث مرتکب ہونا ثابت ہے اسی طرح
بلا فرق توبہ کا موجب تطہیر اموال خبیثہ و مزیل اُسکے خبث کا ہونا ثابت ہے پس

استدلال بآیہ کریمہ بجائے خود ہے اور اسکو بجائے خود نسبت کہنا بجائے خود نہین ہے ثانیاً توبہ سے صرف اگر گناہ کا معاف ہونا صحیح ہو تو لازم آئیگا کہ زانیہ کا بدن جو مال حرام سے پلا ہے یعنی خباثت مال کے وجہ سے جو اُسکے بدن مین خباثت نفوذ کرگئی ہے توبہ سے پاک نہو حالانکہ یہہ سب کہین گے کہ توبہ سے خباثت بدن بھی مرتفع ہوجاتی ہے اور جب خباثت بدن توبہ سے مرتفع ہوجاتی ہے تو توبہ سے خباثت مال کیون نہ مرتفع ہوگی اس لئے کہ ظاہر ہے کہ خباثت بدن یہان ایک چیز ورا گناہ ہے اور یہان یعنی زانیہ مین خباثت بدن بوجہ مال حرام ضرور ہے اور جب اس خباثت کا مرتفع ہونا توبہ سے ثابت ہوگیا تو توبہ سے خباثت مال کا ارتفاع بھی یہین سے ثابت ہوگیا اگر کوئی صاحب یہہ فرمائین کہ توبہ سے خباثت بدن مرتفع نہین ہوتی ہے تو لازم آئیگا کہ وہ بدن بحدیث ای لحم نبت من الحرام فالجنة علیہ حرام قابل دخول جنت نہو اور جب وہ بدن قابل دخول جنت ہی نہین ہوا تو توبہ کرنے کا ثمرہ معتد بہ کیا ہوا آب لامحالہ یہی کہنا پڑیگا کہ توبہ سے اُسکے بدن کی خباثت مرتفع ہوجاتی ہے اور جب اس امر کا اقرار ہوگا تو اسکا بھی اقرار کرنا پڑے گا کہ توبہ سے خباثت مال بھی مرتفع ہوجاتی ہے فتدبر **قولہ** وہمچنین نظر بمسئلہ ما اہل بہ لغیر اللہ الخ

اقول جواب اسکا موقوف ہے تعریف حرمت اصلیہ و حرمت عارضیہ پر پس واضح ہو کہ حرمت کی دو قسمین ہین ایک حرمت اصلیہ یعنی حرمت بعینہ دوسری حرمت عارضیہ یعنی حرمت لغیرہ جس کسی شئے کے نفس ذات مین قطع نظر اوصاف لازمہ اور عوارض مجاورہ کی قبح پایا جاوے اور اُس قبح ذاتی کے جہت سے اُس شئے مین حرمت ثابت ہو تو ایسی حرمت حرمت اصلیہ ہے اور جس شئے کے نفس ذات مین قبح نپایا جائے بلکہ وہ شئے فی نفسہ حسن اور حلال ہو اور صرف بنظر اوصاف لازمہ

یا عوارض مجاورہ کے اُسکو قبح عارض ہو اور اُس قبح عارضی کی جہت سے اُسمین حرمت ثابت ہو تو ایسی حرمت حرمت عارضیہ ہے یہین سے حلت کی بھی دو قسمین پیدا ہین یعنی حلت اصلیہ و حلت عارضیہ اور یہہ بھی واضح رہے کہ حرمت اصلیہ کے دو قسمین ہین ایک وضعًا دوسرے شرعًا حرمت وضعیہ وہ حرمت ہے جو بعقل ثابت ہو قطع نظر شرع کے اور حرمت شرعیہ وہ حرمت ہے جو معہ وجہ الشرع ثابت ہو اسیطرح حرمت عارضیہ کے بھی دو قسمین ہین ایک وصفًا دوسرے مجاورًا حرمت وصفیہ وہ ہے جو وصفًا للمنہی عنہ ہو یعنی بوجہ اُس وصف قبح کے ہو جو اُس منہی عنہ کو لازم ہو یعنی اُس سے منفک نہو اور حرمت مجاورہ وہ ہے جو بوجہ اُس وصف قبح کے جو منہی عنہ کو بعض احیان مین مجاور ہو اور بعض احیان مین اُس سے منفک ہو نور الانوار مین ہے (وھو) ای المنھی عنہ المفھوم من النھی (اما ان یکون قبیحا لعینہ) ای تکون ذاتہ قبیحۃ بقطع النظر عن الاوصاف اللازمۃ والعوارض المجاورۃ (وذلک نوعان وضعا وشرعا) ای الاول من حیث انہ وضع للقبح العقلی بقطع النظر عن ورود الشرع والثانی من حیث ان الشرع ورد بھذا والا فالعقل یجوازہ (او لغیرہ) عطف علی قولہ لعینہ (وذلک نوعان وصفا ومجاورا) یعنی ان النوع الاول مایکون القبح وصفا للمنھی عنہ ای لازما غیر منفک عنہ کالوصف والثانی مایکون القبح فیہ مجاورا للمنھی عنہ فی بعض الاحیان و منفکا عنہ فی بعض الاخر (کالکفر وبیع الحر وصوم یوم النحر والبیع وقت النداء) امثلۃ للانواع الاربعۃ علی ترتیب اللف والنشر الخ انتھی بقدر الحاجۃ اب ناظرین غور فرمائین کہ مکسوبہ زانیہ مین حرمت اصلیہ کیسی ہے اس لئے کہ ظاہر ہے کہ قبل مباشرت فعل حرام کے وہ مال حلال

تھا اب وہ مال بعد مباشرۃ فعل حرام کے حرام ہوگیا ہان جب مکسوبہ زانیہ مین
حرمت عارضیہ ثابت ہوگئی تو وہ نظیر حیوان منذود کی صحیح ٹھہری اور جب
یہہ نظیر صحیح ٹھہری تو ہمارا استدلال اس سے کہ مکسوبہ زانیہ بعد توبہ کے
حلال ہو جاتا ہے علی حالہ باقی رہا وللہ الحمد **قول** وہمچنین استدلال بآیہ
فمن جاءہ الخ **اقول** استدلال اس آیت سے بہت صحیح ہے اسلئے کہ یہان
تین صورتین نکلتی ہین اس اعتبار سے کہ اشخاص کے تین قسمین ہین -
(۱) جنکو موعظت سرے سے پہونچی ہی نہین (۲) جنکو موعظت پہونچی
لیکن موعظت کے پہونچنے کے بعد منتہی نہین ہوے - (۳) جنکو موعظت
پہونچی اور موعظت کے پہونچنے کے بعد منتہی ہوگئے آیت بحسب المنطوق
صاف ہے کہ اشخاص قسم ثالث فلہ ماسلف کے ضرور مصداق ہین اور اگر
مفہوم مخالف معتبر ہو تو اشخاص قسم اول و دوم فلہ ماسلف کے مصداق
نہ ٹھہرینگے کیونکہ فلہ ماسلف مترتب ہے دو امر پر ایک مجی موعظت
پر اور دوسرے انتہا پر اور اشخاص قسم اول مین دونون امر اور
دوم مین دوسرا امر فوت ہے لیکن اشخاص قسم اول مین آیت کا
مفہوم مخالف قطعاً نامعتبر ہے اسلئے کہ منطوق ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا
اسکا مزاحم ہے اور اشخاص قسم ثانی مین قطعاً معتبر ہے بدلالۃ قولہ تعالی وحرم
الربوا لیکن صورت مسئول عنہا مین آیت بحسب المنطوق صاف ہے
کہ وہ مال بعد توبہ کے حلال ہوجاتا ہے کیونکہ اسمین دونون امر جسپر فلہ ماسلف
مترتب ہے پائے جاتے ہین کما لایخفی علی المتامل الصادق الحاذق اگر کوئی صاحب
یہہ فرمائین کہ ان تینون صورتون کا ذکر کسی مفسر نے نہین کیا ہے تو جواب اسکا
یہہ ہے کہ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت مولفہ مولانا بحر العلوم لکھنوی مین

لکھا ہے کہ اگر کوئی تاویل مجمع علیہ ہو چکی ہو تو بھی احداث دوسری تاویل کا عند الاکثر
جائز ہے جب کہ یہہ احداث مبطل تاویل مجمع علیہ نہو عبارت اسکی یہہ ہے
(مسئلہ اذا اجمع علی دلیل) علے حکم (او تاویل) سمعہ (جاز احداث غیرہ)
من الدلیل او التاویل عند الاکثر (الا اذا ابطلہ) ای ابطل ھذا المحدث
المجمع علیہ خلافا للبعض انتہی اور ظاہر ہے کہ تاویل مانحن فیہ مبطل تاویل
مجمع علیہ نہین ہے اور آغاز تفسیر ابن کثیر مین ہے کہ تفسیر کے پانچ مرتبے ہین
ایک مرتبہ یہہ بھی ہے کہ لغت عرب سے ہو اور جمل علے الجلالین مین ہے کہ تفسیر
بالراے جائز نہین تاویل جائز ہے پس ان تقریرون سے ہمارا استدلال
آیت فمن جاءہ سے بجاے خود رہا اور معارضہ اس آیت کا لا تنکحوا ما نکح
اباؤکم من النساء الا ما قد سلف سے صحیح نہین اسوجہ سے کہ جو نکاح منکوحہ
اب سے قبل نزول اِس آیت کے ہو چکا ہے وہ بعد نزول اس آیت کے اُس
نکاح کا علے حالہ باقی رہنا اور اُس سے وطی کا حلال ہونا جائز نہین ہے
بخلاف آیت فمن جاءہ کے کہ اس سے یہہ ثابت ہے کہ جو سود قبل نزول
اِس آیت کے لیا گیا ہے وہ بعد نزول اِس آیت کے حلال ہے پس اگر
آیت فمن جاءہ کا معارضہ آیت لا تنکحوا سے صحیح ہو تو لازم آیگا کہ وہ سود جو
قبل نزول اس آیت کے لیا گیا ہے اور وہ جائز ہے حرام کہا جاوے
وہذا خلف یہین سے تصرف مانحن فیہ بھی معارضہ صحیح نہوگا۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی تحریر کا جواب

قولہ اِس مجیب ثانی کا جواب حق ہے کہ زن فاسقہ مسلمہ کا کسب بکسب حرام
خبیث ہے اور بعد توبہ کے بھی خبیث اور حرام رہیگا **اقول** یہہ قول صاحب
تحریر کا محض دعوے بلا دلیل ہے جب تک اسکی کوئی دلیل بیان نکرے

قابل التفات نہین ہے زن فاسقہ کے کسب قبل توبہ کے حرام ہونے پر تو
سب کا اتفاق ہے الا امام ابو حنیفہ صاحب کہ وہ فرماتے ہین کہ کسب زن فاسقہ
حلال ہے اور دلیلون سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ اس قسم کا مال توبہ سے حلال
ہوجاتا ہے وہ دلیلین بضمن جواب استفتا اور بجواب تحریر مولوی محمد عبداللہ صاحب
چھپروی گزر چکی ہین بالفرض اگر وہ مال توبہ سے عند الاحناف حلال نہین
ہوتا تو بھی صورت مسئول عنہا کا وقف علے طور الحنفیہ درست ہے اسکا بیان بھی
اوپر گذر چکا ہے **قولہ** اور استدلال مجیب اول کے محض غلط و خلاف قواعد شرعیہ
کے ہین اور مخالف احادیث و تفسیر جملہ مفسرین و تمام فقہاے علماے امت کے۔
اقول ہمارا استدلال سرے سے غلط ہی نہین ہے چہ جاے کہ محض غلط ہو
جیسا کہ ناظرین جواب تحریر اول پر مخفی نہین ہے اور نیز ہمارا استدلال نہ قواعد
شرعیہ کے خلاف ہے اور نہ احادیث کے مخالف ہے اسلیے کہ توبہ سے مال حرام
کا حلال ہوجانا دلیلون سے ثابت ہوچکا ہے اب آپ بہ تفصیل بتائین کہ ہمارا
استدلال کن قواعد شرعیہ کے خلاف ہے اور نیز کن احادیث کے مخالف ہے
رہی مخالفت تفسیر سو یہ فی الحقیقت مخالفت نہین ہے اسلیے کہ اوپر گزر چکا ہی
کہ اگر کوئی تاویل مجمع علیہ ہو چکی ہو تو بھی احداث دوسری تاویل کا عند الاکثر
جائز ہے پھر اس احداث کو مخالف تفسیر ٹھہرانا کمال تعجب ہے۔

(مولوی حفیظ اللہ صاحب فتحپوری کی تحریر کا جواب)

قولہ یہ کہنا مجیب اول کا کہ بعد توبہ کے مال حرام حلال ہوجاتا ہے محض غلط
اور لغو ہے **اقول** اوپر دلیلین بجواب تحریر اول گذر چکین کہ بعد توبہ کے مال
حرام حلال ہوجاتا ہے پس یہ مسئلہ غلط ہی نہین ہے چہ جاے کہ محض غلط ہو۔
قولہ ہان اگر زانیہ کافرہ اسلام اختیار کرے الخ **اقول** جب زانیہ کافرہ مکلف

ادامر ونواہی کی نہین ہے تو اُسکا مال مکسوبہ قبل اسلام بھی حلال ٹھہرا اور جب قبل
اسلام بھی حلال ٹھہرا تو یہ قول کہ اسلام لانے سے حلال ہوجائیگا کیونکر صحیح ہوگا **قولہ**
وعلی ہذا القیاس قبل نزول آیت تحریم ربوا الخ **اقول** اسکا جواب بہت عمدہ
بجواب تحریر مولوی عبداللہ صاحب چھپروی گذر چکا ہے حاجت اعادہ کی نہین
ہے **قولہ** مجیب اول نے جو اس مقام مین اجتہاد کیا ہے الخ **اقول** یہ اجتہاد صحیح ہے
غلط نہین اسکے صحت کا بیان اوپر بجواب تحریر اول گذر چکا ہے **قولہ** مجیب اول نے
مکسوبہ زانیہ کو حرمت عارضی خیال کیا ہے یہ خیال محض غلط ہے الخ **اقول** اسکا
بیان بھی اوپر گذر چکا ہے کہ مکسوبہ زانیہ مین حرمت عارضی ہے نہ اصلی اور اسکے
حرمت عارضی ہونے کی دلیل خود کلام حافظ ابن القیم اور کلام فقہا سے ثابت
ہے جیسا کہ عنقریب آویگی **قولہ** حضرت مجیب فرمائین حرمت مکسوبہ مغنیہ و عامہ زانیہ
مخصوص کسیوقت خاص کے ساتھ ہے تا کہ یہ حرمت عارضی قرار دیجاوے الخ۔
اقول زاد المعاد مین حافظ ابن القیم نے اسکی تصریح کی ہے کہ بوقت فقر زانیہ بھی
اُس اپنے مال حرام کو اپنے صرف مین لاسکتی ہے بناءً علیہ حرمت مکسوبہ زانیہ
مخصوص ایک وقت خاص کے ساتھ ہوئی اور جب یہ ثابت ہوگیا تو حرمت عارضیہ
اسمین ثابت ہوگئی اور یہ بھی یاد رہے کہ کسی شئے مین حرمت وقت ودن وقت
پایا جانا ہی شناخت حرمت عارضی کی نہین ہے بلکہ کسی شئے مین حرمت باختلاف
اشخاص پایا جانا یہ بھی شناخت حرمت عارضی کی ہے دیکھو مال زکوۃ کو کہ غنی کو
حرام ہے اور فقیر کو حلال اور مکسوبہ زانیہ مین بھی حرمت باعتبار شخص ودن
شخص ہے اِس دلیل سے کہ حافظ ابن القیم نے زاد المعاد مین لکھا ہے کہ
اسکو صدقہ کر دیوے اور فقہا نے بھی اسی طرح کہا ہے اسی تحریر کے آخر مین
ایک صاحب نے شرنبلالی کا یہ قول نقل فرمایا ہے ان الخبث واجب التصدق

فلا یأخذہ الا من یجوز لہ اخذ الصدقۃ انتہی پس اس سے اُس
مال کا حلال ہونا متصدق علیہ کے حق مین ثابت ہوا اور یہ دلیل ہے اسکے حرمت
عارضی ہونے کی اسلیے کہ اگر اسمین حرمت عارضیہ نہوتی تو فقیر کے حق مین بھی
حرام ہوتا اور اسیلیے یعنی چونکہ اسمین حرمت عارضی ہے فقیر اگر غنی کو دیگا
تو اُس وقت اُسکے حق مین بھی حلال ہوگا جیسے زکوۃ کا حال ہے یعنی جسطرح
زکوۃ غنی کو حرام ہے اور فقیر کو حلال اسیطرح مکسوبہ زانیہ غنی کو حرام ہے
فقیر کو حلال اور یہ متفق علیہ ہے کہ اگر فقیر غنی کو مال زکوۃ دے تو غنی کے
حق مین حلال ہو جاتا ہے لک صدقۃ ولنا ھدیۃ قول رسُول ہے
اسیطرح مکسوبہ زانیہ جب متصدق علیہ کو دیا گیا تو اب اگر وہ غنی کو یا خود اُسی
زانیہ کو دیوے تو درست ہوگا اور جب یہہ ثابت ہوگیا تو حرمت اصلیہ کیسے
ٹھہری حرمت اصلیہ کے تو یہ معنی ہین کہ وہ چیز غنی اور فقیر سبکو حرام ہو
یہ تقریر حرمت عارضی کی کلام حافظ ابن القیم وکلام فقہا سے ثابت ہے
ورنہ ہمارے نزدیک تو اس مال کا صدقہ کرنا جائز نہین ہے ہان بعد توبہ کے
البتہ جائز ہے اور اس مال مین دلیل حرمت عارضی کی اور یہ جواب
تحریر اول اپنے طور پر گذر چکی ہے **قولہ** ثانیا یہ کہ مجیب اول نے گناہ کو الخ
اقول فعل زنا ہی تو ماتحن فیہ مین گناہ ہے پس اول کو موجب حرمت
مکسوبہ زانیہ قرار دینا اور دوسرے کے موجب حرمت مکسوبہ زانیہ ہونے سے
انکار کرنا اور اسکو غلط خیال ٹھہرانا عجب عجیب نہین ہے تو کیا ہے **قولہ**
ثالثاً یہ کہ مجیب اول کے عنوان عبارت سے الخ **اقول** گناہ کا بعینہ ثواب
ہو جانا آپنے کس عبارت سے سمجھا ہے عنوان عبارت تو یہی ہے کہ اللہ
تعالے بعد توبہ کے گناہون کو نیکیون سے بدل دیتا ہے اور یہ صریحی بدلی

آیۃ شریفہ کا ہے پھر اگر اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ بعد توبہ کے گناہ
بعینہ ثواب ہو جاتا ہے تو بعینہ یہی مفہوم آیۃ شریفہ کا بھی ہوگا پس اگر وہ
غلط کہنا پڑے گا وہی لکسا توی واضح رہے کہ جناب مولوی حفیظ اللہ
صاحب نے خود بمقابلہ مولوی حافظ محمد عبد اللہ صاحب غازیپوری کے ہمارے
فتوے کو تسلیم کر لیا ہے چنانچہ جناب حافظ صاحب ممدوح کے خط سے جو بنام
مولوی ابو المکارم محمد علی صاحب آیا ہے ظاہر ہے وہ خط بعینہ منقول ہوتا ہے
از عبد اللہ بخدمت شریف مولوی محمد علی صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ مولوی حفیظ اللہ صاحب سے بعد لکھنے اُن کے جواب فتوے کے
عظیم آباد مین بمقابلہ مولوی محمد احسن صاحب مرحوم صادق پوری و
مکرمی محمد سلیم صاحب اعظم گڈھی وغیرہما کے ذکر آیا تھا خود مولوی حفیظ
اللہ صاحب نے اُس جلسہ مین اس مسئلہ کو چھیڑا تھا اُسوقت بعد گفتگو
مولوی صاحب ممدوح نے فتوے مولوی حسام الدین صاحب کو تسلیم
کر لیا تھا پہلے اُسکے خلاف مین بہت مصر تھے پھر نہین معلوم کہ یہ فتوے
اُنکی اجازت سے مطبوع ہوا ہے یا بغیر اجازت واللہ اعلم بالصواب انتہی

(بعض دستخط کنندگان کی تحریر کا جواب)

ایک صاحب نے جو بعد تصحیح جواب مولوی عبد اللہ صاحب چھپروی دو
حدیثین اور ایک عبارت قسطلانی بابت حرمت مہر البغی کے نقل فرمایا ہے
بے موقع و بے محل ہے اس لئے کہ مہر البغی کی حرمت کے قائل تو ہم بھی ہین
البتہ بعد توبہ کے ہم اُسکو حلال کہتے ہین اور بحث یہان اسی سے ہے
پھر ایسے محل مین جو حدیثین نقل کیگئی ہین بے محل نہین ہین تو کیا ہین اسکے
بعد جو یہ لکھا ہے کہ مکسوبہ زانیہ کا تعمیر مساجد یا اور قربات مین صرف کرنا

جائز نہین ہے تو اگر توبہ سے عند الاحناف مکسوبہ زانیہ حلال نہین ہوتا
تو اُس مال حرام سے جو مکانات بنوائے گئے وہ مکانات تو علے قواعد الاحناف
طیب ہین جیساکہ اُوپر بجواب مولوی عبد اللہ صاحب چھپروی اسکی بحث
گذر چکی ہے اور جب خود عند الاحناف وہ مکانات طیب ٹھہرے تو ابتعمیر
مساجد وغیرہ قربات مین اُسکی آمدنی کا صرف کرنا خود عند الاحناف ثابت
ہوگیا ولله الحمد علے ذلک پھر اسکے بعد جو یہ لکھا ہے کہ قیاسات فاسد
مجیب غیر مصیب کے نسبت جو مولوی عبد اللہ صاحب چھپروی نے
لکھا ہے وہ اُسکے ابطال کے لئے کافی اور وافی ہے سو جو کچھ ہمارے
قیاسات کی نسبت مولوی صاحب نے تحریر فرمایا ہے اُسکا جواب ہم نے
شافی دیدیا ہے اور اپنی اصابت کو بخوبی ثابت کردیا ہے۔

اسکے بعد جو ایک صاحب نے کئی سطرون مین مقفی عبارت مین بہت کچھ
ہم اہل حدیث کی نسبت بھلا برا کہڈالا ہے اور اپنے جی کا غصہ نکالا ہے
اور مونہہ چھڑایا ہے سو چونکہ ہم اہل حدیث کا شیوہ تحریرون مین
گالیان دینی اور مونہہ چھڑائی کرنے کا نہین ہے لہذا ان باتون کے جواب سے
اغماض کیا جاتا ہے اور ایک شعر جو ان صاحب کے مطابق حال ہے لکھدیا
جاتا ہے وہ شعر یہہ ہے ؎

لگے مونہہ بھی چِڑانے دیتے دیتے گالیان صاحب ٭ زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا

ہان مقلدین ہکے نزدیک اگر ہم اہلحدیث اِن گالیون کے مصداق ہین تو
ان حضرات کے امام عالی مقام امام ابو حنیفہ جو خرچی زانیہ کو حلال فرما گئے ہین
وہ بدرجہ اولی اِن گالیون کے مصداق ہین کاش مقلدین اگر اِس
مسئلہ مین اپنے امام کے مذہب کو خیال کرلئے ہوتے تو ہرگز ان گالیونکی

لکھنے پر انکا قلم راضی نہوتا بلکہ شرم سے کوئی بات اس مسئلہ کے متعلق
مُنھہ سے نہ نکالتے یہ صاحب اگر حیا والے ہونگے تو اب سے خاموش ہوجائیگی
اور گرمے ہوئے مردون کو قبر سے نہ نکلوائینگے۔

اِسکے بعد جو ایک صاحب نے ہم اہلحدیث پر اپنا سخت تعجب بیان کیا ہی
سو ہم اہلحدیث پر مقام تعجب کا نہین ہے اس لئے کہ دلیلون سے ہمارا
مسلک مضبوط ہے اگر ہے تو ان کے امام صاحب پر ہے کہ اُنھون نے فتوی
دیدیا کہ خرچی زانیہ کی حلال ہے باوجودیکہ محدثین صاف اسکی حرمت
آچکی ہے۔

اِسکے بعد جو ایک صاحب نے ہمارے جواب کو بے اصل قرار دیا ہی
سو ہمارا جواب بے اصل نہین ہے اِس لئے کہ مال حرام کا توبہ سے پاک ہوجانا
اوپر دلیلون سے ثابت ہوچکا ہے البتہ یہ بات بے اصل ہے کہ مکسوبہ زانیہ
بے توبہ بھی حلال ہے اور اگر ہمارا استدلال عندالمخالف بے اصل ہی تو اوپر
خود مخالفین ہی کے مذہب کے رو سے صورت مسئول عنہا کے صرف کا
جواز تعمیر مسجد پر ثابت کردیا گیا ہے۔

اسکے بعد جو ایک صاحب نے خاص مجھکو مخاطب کرکے کچھہ طعن کیا ہے
تو میری طرف سے اسکا جواب اولاً یہ ہے کہ مین ان مطاعن کا مستحق نہین ہون
ثانیاً اگر عندالمخالف ہون بھی تو مجھی کو اِن مطاعن کا مصداق ٹھہرانا بے
انصافی ہے حق تو یہ ہے کہ اولاً امام اعظم صاحب ان مطاعن کے مصداق
ٹھہرائے جاوین دو وجہون سے اولاً اس وجہ سے کہ وہ متبوع اعظم ہین ثانیاً
اس وجہ سے کہ آپ خرچی زانیہ کو بلا توبہ حلال فرماتے ہین۔ اور دستخط کنندگان
کو انھین لوگون پر قیاس کرنا چاہئے ہان ایک صاحب نے جو مجھکو خصام الدین

لکھا ہے سو اُسکا جواب یہان اسوقت یہی ہے کہ تعزیرات ہند کے دفعات کا ملاحظہ فرمائین۔

(مشتہر کے خلاصہ تحریر کا جواب)

بیشک ہملوگون کے نزدیک سود وغیرہ کا مال حرام توبہ سے حلال ہوجاتا ہی اور جب حلال ہوجاتا ہے تو اُس سے مسجد بنوانا درست ہوگا اور یہ کوئی مقام استعجاب کا نہین ہے اگر ہے تو امام ابو حنیفہ صاحب اولے بالاستعجاب ہین کہ وہ فرماتے ہین کہ خرچی زانیہ بلا توبہ بھی حلال ہے اور مشتہر نے جو اس خلاصہ مین ہم اہلحدیث پر اسبات پر طعن کیا ہے کہ ہملوگون کے نزدیک مال غصب وغیرہ بشرط انقطاع مطالبہ صاحب مال توبہ سے حلال ہوجاتا ہے تو یہ بھی کوئی مقام استعجاب کا نہین ہے ہان یہ البتہ مقام استعجاب کا ہی جو کہتے ہین کہ مال غصب وغیرہ سے غلہ وغیرہ خرید کر کے کھانا حلال ہے اگرچہ صاحب مال کا حق مطالبہ منقطع نہوا ہو دیکھو اوپر بجواب تحریر مولوی عبد اللہ صاحب چھپروی شامی کی یہ عبارت لو اشتری بالدراھم المغصوبۃ طعاما حل التناول گزر چکی ہے اب منصفین انصاف فرمائین کہ یہان مذہب مقلدین کا قابل استعجاب ہے یا ہمارا اب ہم بھی اپنی تحریر کا حاصل لکھدیتے ہین **واضح** ہو کہ صورت مسئول عنہا مین مکان کی آمدنی کو تعمیر مسجد مین صرف کرنی بالاتفاق جائز ہے لیکن ہم اہلحدیث کے نزدیک پس اس جہت سے کہ وہ مال حرام توبہ سے حلال ہوگیا ہے لیکن حنفیون کے نزدیک پس اس جہت سے کہ عقود مین دراہم اور دنانیر متعین نہین ہین لیکن امام ابو حنیفہ کے نزدیک پس اس جہت سے کہ اُن کے نزدیک خرچی زانیہ سرے سے حرام ہی نہین ہے اور جب سرے سے حرام ہی نہین تو اُس روپیہ سے جو مکانات بنوائے گئے اُنکی آمدنی کا مسجد پر صرف کرنا کیون جائز نہوگا یہ تو اولے بالجواز

ہونا چاہیے اب منصفین سچے دل سے انصاف فرمائین کہ صحیح اور راست اور عمدہ دلیل کسکی ہے امام صاحب اور اُنکے اتباع کی یا ہم اہلحدیث کی ھذا اٰخر ما شمخ بہ القلم فی جواب تحاریر المخالفین بعون رب العالمین و انا العبد المسکین محمد حسام الدین رقاہ اللہ مدارج الحق والیقین ـ

(اس تحریر کے توقف کا سبب)

واضح ہو کہ یہہ تحریر جمادی الاولی ۱۳۰۱ھ ہی مین طیار ہو گئی تھی مگر چونکہ ہمارے رد الاشتہار کے جواب چھپنے کی خبر گرم سُنی گئی تھی لہذا یہ ارادہ ہوا کہ جب وہ جواب آلیوے تو اُسی کے جواب کے ساتھ یہ تحریر چھپے مگر چونکہ ہمارے مخاطب نے اپنے جواب کے طبع مین توقف کیا تو اس طرف سے بھی توقف کرنا پڑا اب ہمارے رد الاشتہار کا جواب سے بہ سوط الازدجار پہونچا لہذا حسب ارادہ اپنے یہ تحریر شائع کی گئی اور سوط الازدجار کا جواب اسکے ہمراہ ملحق ہے ـ

(بعض ناظرین سے گذارش)

بعض ناظرین نے جب ہمارے جواب الزامی یعنی رد الاشتہار کو دیکھا تو یہ فرمایا کہ اس تحریر مین کچھ زور نہین ہے لہذا اب اُن حضرت سے گذارش ہے کہ اب اس تحریر کو اُس تحریر سے مقابلہ و موازنہ فرمائین اگر علمیت رکھتے ہونگے تو وجد مین آنکر بے ساختہ کہدینگے کہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک کاش اگر یہہ حضرت رد الاشتہار کے لفظ سرورت کو خیال فرما لیے ہوتے تو صرف رد الاشتہار کے دیکھنے سے یہ ہرگز نہ فرماتے کہ اس تحریر مین کچھ زور نہین ہے

اسکو دیکھائین ہم اپنی طبیعت کی تیزیان ؛ افسوس کہ اس زمانہ مین قدر سخن نہین ـ

(تنبیہ)

واضح ہو کہ بعض مولوی کا مقولہ بعض ثقات کے ذریعہ سے پہونچا کہ وہ قبل چھپنے اشتہار

مخاطب کے مقام مبارکپور مین فرماتے تھے کہ اب دیکھنا ان اہلحدیث کی قلعی کھلی جاتی ہے ناظرین تحریر رد الاشتہار وتحریر ہذا خوب سمجھ جائینگے کہ قلعی کسکی کھلی اہلحدیث کی یا اہل تقلید کی اور خاص اس قائل کی قلعی مسئلہ تحری فی الفروج مین اسی تحریر مین کھل چکی ہے اور رسالہ بھی شبراتی جراح کے مسئلہ نکاح مین کھل چکی ہے ان حضرت کو تو کسی جگہہ اور کسی مجمع مین منہہ سے کوئی بات اس قسم کی نکالنی مناسب نہ تھی مگر ان حضرت کو اپنی لغزش کا ذرا بھی خیال نہین اُلٹے مونچھون پر ہاتھ پھیرتے ہین اور بڑی بڑی باتین بناتے ہین امید کہ اب سے باز رہینگے۔

(ہمارے مخاطب کے سوط الازدجار کا جواب)

قولہ اہل انصاف ادہر آئے الخ **اقول** آپلوگون کو اہل انصاف سے کیا نسبت اسلئے کہ اہل انصاف جب انصاف کرتے ہین تو آپ لوگ اُس سے منحرف ہو جاتے ہین دیکھو مئو کے صلحنامہ کو آپ ہی لوگون نے نہین مانا اب فرمائیے کہ ہٹ دھرمی کسکی ہے اہل حدیث کی یا اہل تقلید کی اور ہم اہلحدیث کی جماعت اگرچہ قلیل ہو وقلیل من عبادی الشکور وکم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ قرآن مجید کی آیت ہے اور نیز اہل حق کی جماعت ہمیشہ سے قلیل ہوتی آئی ہے قلت جماعت موجب تحقیر نہین اور صورت مسئول عنہا مین ہم اہلحدیث کا غلطی کرنا اور اُس مین لغزشت کرنا ثابت نہین ہے یہ بات رسالہ فرحة الاخیار سے واضح ہے **قولہ** چونکہ وہ فتوے محض غلط اور خلاف مذہب اہل سنت وجماعت کے تھا الخ **اقول** وہ فتوے نہ غلط ہے اور نہ خلاف اہل سنت وجماعت ہے اسلئے کہ صورت مسئول عنہا کا جواز علی طور الاحناف بھی ثابت ہے پھر جب صورت مسئول عنہا کا جواز علی طور اہلحدیث وعلی طور الاحناف دونون طرح پر ثابت ہے تو کیون ہملوگ شرمانے لگے اور کیون آپلوگون کی تحریر کے جواب سے باز آنے لگے البتہ آپلوگ کو شرمانا چاہیے کہ

اور باز آنا چاہئے اس لئے کہ جب صورت مسئول عنہا کا جواز خود آپلوگون کے مذہب کی
رو سے ثابت ہے تو پھر اُس مین چون وچرا کرنا آپکوگون کو کب جائز ہے **قولہ** اور
تھوڑی سی تحریر سے بردالاشتہار الخ **اقول** آپ نے ردالاشتہار کو (اسوجہ سے
کہ وہ محض مختصر جواب ہے) لغو کہدیا حالانکہ وہ لغو نہین بلکہ آپ لوگون کے ساکت کرنے کے لئے
عمدہ دستاویز ہے مگر آپ لوگ جواب کامل کے مغالطے مین آنکر خوب پھڑک گئے اور
کچھ تامل نفرمالیا اور ہمارے ردالاشتہار کے عنوان تحریر سے تو یہی ثابت ہے کہ ہمارے
مخاطب نے جو ہماری دلیلون کو رد کرایا ہے اسکا جواب تفصیلی بحالت اطمینان ہوگا بالفعل
صورت مسئول عنہا کا جواز حنفی مذہب کی رو سے ثابت کردیا جاتا ہے تاکہ آپلوگون پر
سخت حجت ہو ردالاشتہار کا پھر ملاحظہ ہو یہ عنوان تحریر سے ہرگز ثابت نہین کہ مسئلہ
مسطورہ کی غلطی کی شرم سے اُسکی صحت پر اصرار کیا جاتا ہے اور ہم نے صورت
مسئول عنہا کا جواز کتب حنفیہ سے اس جہت سے نہین ثابت کیا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک
زانیہ تائبہ کا مال حلال ہے بلکہ اس جہت سے کہ اُنکے نزدیک جس وقت نقود عقد
فاسد سے عقد صحیح کیا جاتا ہے تو منفعت اُس عقد ثانی کی حلال ہوجاتی ہے پھر یہہ
قول آپکا ہماری نسبت (اب اُسکے علاوہ ہم حنفیون کی کتاب سے زانیہ تائبہ کے
مال کی حلت ثابت کرتے ہین) کیونکہ صحیح ہوا ہماری ردالاشتہار سے تو صاف یہ ظاہر
ہے کہ اولاً ہم صورت مسئول عنہا کا جواز اپنے طور پر تو ثابت ہی کرچکے ہین اب ہم
علی طور الحنفیہ بھی اسکا جواز ثابت کرتے ہین اور ظاہر ہے کہ ردالاشتہار مین جو طور
حنفیہ مذکور ہے وہ ہمارے طور سے ایک علیحدہ طور ہے اور دونون مین فرق ہے پھر ہماری
طرف اس قول کی نسبت کہ ہمنے ردالاشتہار مین یہ دعوے کیا ہے کہ حنفی مذہب مین
بھی زانیہ تائبہ کا مال حرام حلال ہوجاتا ہے صریح بہتان نہین ہے تو پھر کیا ہے **قولہ** ہم
تم سے پوچھتے ہین کہ او غیر مقلدو الخ **اقول** یہ قول کہ تم لوگ فقہ کو کیا سمجھو یہ کوئی جواب

نہین ہے ناظرین عنقریب سمجھ جاینگے کہ فقہ کو کس نے نہین سمجھا اور چھٹانگ اپنی الگ
آپ لوگ پکاتے ہین نہ ہم اہلحدیث اسلیے کہ آپلوگ تقلید شخصی کو واجب فرماتے ہین حالانکہ
یہ قول محض بے دلیل ہے اور نیز صریح تصریحات احناف کے خلاف ہے پھر چھٹانگ اپنی الگ
آپلوگون نے پکایا یا ہم اہلحدیث ہملوگون نے اسیطرح بہتیرے مسائل مین آپ لوگون کا چھٹانگ اپنی
الگ پکانا ثابت کیا ہی اور بعض بعض مسائل فقہ جو نصوص کے مخالف ہین اُس سے انکار کرنا
اور پھر اُسی فقہ سے کسی حادثہ دیگر مین ثبت رکھنا اور اُسکے موافق فتوی دینا اس جہت سے کہ وہ
آیت واثر کے موافق ہے کیون جائز نہین ہے خذ ما صفا ودع ما کدر مشہور ہے **قولہ**
اجی حضرت سچ بات لکھنے سے کیون شرماتے ہین الخ **اقول** جناب جو آپ فرماتے ہین وہی
تو ہمارا دعوے ہے چنانچہ اس دعوی کی مضبوطی فرحۃ الاخیار مین ثابت کرتے آتے ہین خلاصہ
اس مین شرم کیا ہے جب وہ مال حرام توبہ سے حلال ہوگیا تو کیا صورت مسئول عنہا مین بیع
اُس مکان کی آمدنی حلال نہ ہوگی جو آپ فرماتے ہین کہ سچ لکھنے مین کیون شرماتے ہین۔
قولہ کیا جناب آپکے نزدیک حنفی المذہب ہونا کچھ عیب ہے الخ **اقول اولاً** ہماری
عبارت رد الاشتہار (چونکہ مشتہر حنفی المذہب ہیں) سے حنفی مذہب کا عیب نہین سمجھا جاتا
چونکہ صورت مسئول عنہا کا جواز خود مشتہر کے مذہب کی رو سے ثابت ہے اس لئے بطور
الزام کے یہ لکھا گیا اور معرض الزام مین اپنے مقابل کو اسیطرح پر لکھا جاتا ہے **ثانیاً**
آپ جیسے حنفی المذہب ہونا بیشک عیب ہے تفکروا فی انفسکم پس ہمارے استاذ
اور استاذ الاستاذ کے حنفی المذہب ہونے کی سند احنفیت کی آپ جیسے کے
حق مین نا ملائم ہے اسلئے کہ ان حضرات نے بہتیرے مسائل فقہ کو رد کر دیا ہے جن کے تسلیم
مین الی الآن آپلوگون کو انکار ہے انصاف وعقد الجید وحجۃ اللہ البالغہ وغیرہ
مؤلفات حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کو ملاحظہ فرمائین آپلوگ ان حضرات کی قدر
کیا جانین اگر آپ لوگ ان حضرات کی قدر جانتے ہوتے اور انصاف کی نظر سے

ان حضرات کی کتابون کو ملاحظہ فرمائے ہوتے تو یہ بے اتفاقی منھ مین کیون ہوتی۔
ثالثاً ان حضرات کا حنفی المذہب ہونا دلیل مذہب حنفی کے احسنیت کی نہین ہے
شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ حنبلی المذہب تھے رابعاً یہ عبارت شاہ صاحب کی
مخالف ہے اُس عبارت کے جو اسی فیوض الحرمین مین ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم را تامل کردم کہ بسوے کدام یک مذہب ازین مذاہب فقہ میل دارد تا ہمان
مذہب را تابع وتمسک شوم ناگاہ ہمہ مذاہب نزد وے صلے اللہ علیہ وسلم
یکسان ست انتہی بقدر الحاجۃ خامساً حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے
کہین اپنے کو حنفی نہین لکھا ہے بلکہ عبارت فیوض الحرمین ہذا سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ آپکا میلان چارون ائمہ کے طرف برابر تھا۔ **قولہ** اجی حضرت آپ ادہر اُدہر
کیون بہکتے ہین الخ **اقول** ہم ادہر اودہر نہین بہکتے جب آپنے ہماری دلیلون
کے تسلیم سے روپوشی کی تو ہم نے الزاماً آپ کے مذہب کی رو سے صورت
مسئول عنہا کا جواز ثابت کر دیا اب اگر آپکو اپنے مذہب کی دلیل سے انکار ہے
اور یہی منظور ہے کہ ہم دوبارہ اپنا استدلال آیت الاسن تاب الخ اور حدیث
التائب الخ اور نظیر مسئلہ ما اہل لغیر اللہ سے قائم کرین تو واضح ہو کہ ہمنے پھر اپنے
استدلال کو بہ تفصیل آپکے اشتہار کے تفصیلی جواب مین بیان کر دیا ہے اور
وہ تفصیلی جواب اوپر گزرچکا ہے **قولہ** واہ حضرت اسی مضمون سے اپنا مدعا
ثابت کرنے چلے ہین۔ **اقول** کیون جناب اس مضمون سے کیونکر نہین مدعا
ثابت ہوتا بیان فرمائے مجرد اس کہدینے سے کہ تم فقہ کو کیا سمجھو اور فقہ کا سمجھنا
آسان نہین ہے اِس سے گلو خلاصی نہین ہوسکتی ناظرین پر مخفی نرہے کہ یہ کلام
ہمارے مخاطب کا کمال عجز پر دلالت کرتا ہے **قولہ** ذرا یہ تو فرمائی زنا کو عقد
فاسد مین کس نے لکھا ہے اور یہ کیسکا مذہب ہے الخ **اقول** اجارہ زنا امام اعظم کے

نزدیک اجارہ باطلہ نہین ہے چنانچہ اسکا بیان آتا ہے اور جب اجارہ زنا امام
ممدوح کے نزدیک اجارہ باطلہ نہین ہے تو اجارہ صحیحہ ہے یا اجارہ فاسدہ اور
جب موافق بیان آپکی اجرت زنا امام صاحب کے نزدیک حلال ہے تو یہ قول کہ
(زنا کی اجرت باتفاق ائمہ اربعہ و تمام امت حرام ہے) باطل ہے آپ لوگ ہزار اس
مسئلہ کو چھپائین مگر اب چھپنا مشکل ہے **قولہ** مگر ہم آپکو اس جماعت حقہ مین
نہین داخل کرسکتے **اقول اولاً** ہمارا مسئلہ دلیل کی رو سے بہت صحیح ہے گو
اسکو آپ لوگ تسلیم نکرین **ثانیاً** اس دلیل سے تو خود امام صاحب جو بانی آپ کی جماعت
حقہ کے ہین نکلے جاتے ہین اس وجہ سے کہ آپ کا اجتہاد بابت مہر البغی تمام امت کے
خلاف ہے اس لئے کہ تمام امت کہہ گئی اور کہہ رہی ہے کہ مہر البغی حرام ہے مگر آپ
حلال فرما گئے باقی ہمارے مخاطب نے جس وجہ سے اسکا انکار کیا ہے اُسکا جواب
آتا ہے **قولہ** بالفرض اگر زنا عقد فاسد سے بھی ثابت ہو تب بھی آپکا مدعا ثابت
نہین ہو سکتا الخ **اقول** اصل فتوے مین صورت مسئول عنہا کا جواز ہم نے
اپنے طور پر لکھا ہے اور رد الاشتہار مین صورت مسئول عنہا کا جواز بنا بر مذہب
حنفی لکھا گیا ہے پس ہمارے کلام مین تعارض کیا کاش اگر آپ رد الاشتہار کو
الزامی جواب خیال فرمالئے ہوتے تو ہرگز مدعی اس تعارض کے نہوتے **قولہ** علاوہ برین آپنے
لکھا تھا مکان تیار کئے گئے تھے الخ **اقول** نقود عقد فاسد سے مکان کے بنانے اور
تیار کرانے کا جو حکم ہے وہی حکم اُن سے مکان کے خریدنے کا ہے تو اگر صورت مسئول
عنہا مین لفظ خرید کا لکھکر اُسکے جواز کی تائید لکھی گئی تو کیا خرابی لازم آئی کیا تحریف
اسی کا نام ہے اور احناف کی کتاب سے یہ مضمون اس لئے لکھا گیا کہ وہ آپکا مسکت
ہے **قولہ** بہت موقع ہے اس لئے کہ کسی حنفی کے نزدیک زنا کی اجرت حلال نہین
ہے بعد توبہ کے ہو یا قبل توبہ کے **اقول اولاً** آپکو ہمارے اُس قول کے

تحت مین یہ لکہنا بے تعلق ہے یہان پر جسکے لکہنے کا تعلق تہا اُس سے گریز کر گئے بوجہ
اسکے کہ اُسکا جواب نہو سکا فافہم ثانیاً اگرچہ کسی حنفی کے نزدیک زنا کی اجرت حلال
نہو مگر امام صاحب کے نزدیک تو حلال ہے کما سیاتی **قولہ** علاوہ برین آپ پر تو
ہر طرف سے بوچہار ہے الخ **اقول** ہمنے رد الاشتہار مین امام صاحب کے مذہب کو
صرف آپ لوگون کے جھکانے اور الزام دینے کے لئے لکھا ہے اور اس لئے کہ دیکھین
آپ لوگ کیا کیا گل کھلاتے ہین ہماری تحریرون سے تو خود امام صاحب کا مذہب باطل
ہے پھر ہم نہین سمجھتے کہ ہم نے کیونکر اسکے مطابق فتوے دیکر گمراہ کیا۔ **قولہ** اور یہ
تو فرمایئے کہ جس آیت اور حدیث سے الخ **اقول** ہم نے اسکا کب اور کہان
دعوے کیا ہے کہ حنفیون نے بھی اموال زانیہ تائبہ کو حلال لکھا ہے جو ہم کتاب کا
حوالہ دین ہان یہ البتہ ہم نے دعوے کیا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک خرچی
زانیہ کی حلال ہے اسکا ثبوت تو دے چکے ہین پھر عنقریب دین گے **قولہ**
اور مطابق اس کم سمجھنے کے چاہئے کہ ولد الزنا بعد توبہ زانی کے مثل ولد منکوحہ
کے ہوجائے **اقول** اولاً آپ ولد الزنا مین خباثت بدلیل شرع ثابت کرلین
اور بتا دین تب ہم سے اس کا فتوے پوچھین **قولہ** نعوذ باللہ من ذلک جھوٹون
پر خدا کی لعنت الخ **اقول** حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی کسی پر لعنت
بھیجتا ہے اور وہ اوسکا مستحق نہین ہوتا تو وہ لعنت لعنت بھیجنے والے پر
آتی ہے اِس لعنت کے مستحق ہم اہلحدیث نہین ہین اِس لئے کہ اس تحریر
مین ہم حسب تحریر احناف ثابت کردینگے کہ امام صاحب کا مذہب بابت حلت
مہر البغی کے صحیح ہے اب یہ لعنت ہمارے مخاطب پر جائیگی **قولہ** دیکھئے حضرات
جب غیر مقلدین الخ **اقول** اولاً امام صاحب کا مذہب نقل کرنا اس مسئلہ
مین بھلا برا کہنا نہین ہے ثانیاً اگر ہو بھی تو پہلے فقہا کا بھلا برا کہنا امام

صاحب کو ثابت ہوگا کیونکہ انھین لوگون نے اسکو نقل کیا ہے اب آپ حضرات ہزار سر پٹکین اور ہاتھ پاوٴن پھیلائین مگر مذہب امام صاحب کا وہی ہے جو رد المختار مین مذکور ہے **قولہ** جب مجیب اور اعوان انصار مجیب پر یہ بات ظاہر ہوگئی الخ **اقول** یہ آپکا محض خیال ہی خیال ہے اور اسی خیال سے اس تحریر مین بھی آپ نے صلوٰتین سُنانے کا موقع ٹھہرالیا **قولہ** بزرگون پر اتہام ثابت کرنے کے لئے پوری عبارت الخ **اقول** اس عبارت (والکان بغیر عقد فحرام اتفاقا لانہا اخذتہ بغیر حق) کے ترک سے نہ مغالطہ ثابت ہوتا ہے اور نہ مطلب کے سمجھنے مین خبط ہوتا ہے مغالطہ اس لیئے نہین ہے کہ اسکا مطلب فی الحقیقت یہی ہے کہ اگر اجرت عقد زنا پر حاصل نہین ہوئی ہے تو وہ بالاتفاق حرام ہے اور اُس عبارت کا مطلب یہی ہے کہ اگر اجرت عقد زنا پر حاصل ہوئی ہے تو امام صاحب کے نزدیک حلال ہے اور صاحبین کے نزدیک نہین یہ امر عبارات آتیہ سے بخوبی ظاہر ہوجائیگا جو لوگ اسکے خلاف مطلب بیان کرتے ہین اور توجیہات رکیکہ فرماتے ہین وہی لوگ فی الواقع مغالطہ دہ ہین مطلب کے سمجھنے مین خبط اسوجہ سے نہین ہے کہ اُس عبارت کا تعلق اس عبارت کے ساتھ مطلب کے سمجھنے مین نہین ہے بناءعلیہ اُسکے ذکر سے کیا فائدہ اور نیز اُس صورت مین اجرت زانیہ کو سب حرام کہتے ہین پھر اُس کا ذکر یہان چندان مفید نہین **قولہ** اس مقام مین غیر مقلدون نے چند غلطیان کھائی ہین الی قولہ یہی مطلب ہے چلپی کی عبارت کا **اقول** یہ مطلب چلپی کی عبارت کا ہرگز نہین ہے بلکہ اُسکا مطلب یہی ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اگر زانیہ خاص عقد زنا پر اجرت لیوے تو حلال ہے اِس لئے کہ یہ اجارہ مذکورہ امام صاحب کے نزدیک اجارہ باطلہ

نہین ہے بلکہ یا اجارہ صحیحہ ہے یا اجارہ فاسدہ اور دونون صورتون مین اجرت مذکورہ امام ممدوح کے نزدیک حلال ہے بچند وجوہ۔

(وجہ اول)

اجارہ کی امام ممدوح کے نزدیک تین قسمین ہین ١ اجارہ صحیحہ ٢ اجارہ فاسدہ ٣ اجارہ باطلہ چنانچہ مخاطب کے کلام مین اسکی تصریح موجود ہے لیکن اجارہ مذکورہ امام ممدوح کے نزدیک اجارہ باطلہ نہین ہے ورنہ اس مین اجرت دینا لینا کچھ بھی جائز نہوتا چنانچہ اسکی بھی تصریح مخاطب نے کر دی ہے لیکن اس مین اجرت دینا لینا سب جائز ہے کیونکہ احناف کی کتب فقہ مین یہ امر بلا خلاف مرقوم ہے کہ وطی دو حال سے خالی نہین ہوتی یا موجب حد ہوتی ہے یا موجب اجرت ہدایہ کے باب الایمان فی الطلاق کے آخر کو ملاحظہ فرمائین اذا لم یجب الحد وجب العقر اذ الوطی لا یخلو عن احدھما وھکذا فی المستخلص اور فتح القدیر کے اسی مقام کو ملاحظہ کرین واذا سقط الحد وجب المہر لان التصرف فی البضع المحترم لا یخلو عن حد زاجر او مہر جابر لیکن یہ وطی جو بوجہ اجارہ مذکورہ کے واقع ہوئی ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک موجب حد نہین ہے فتح القدیر کے صفحہ ۵۹ جلد ۲ مین ہے ومن شبہۃ العقد ما اذا استاجرھا لیزنی بہا ففعل لا حد علیہ ویعزر وقالا والشافعی ومالک واحمد یحد انتہی اور جب وطی مذکور امام ممدوح کے نزدیک موجب حد نہین ہے تو بالضرور موجب اجرت ہے اور جب وطی مذکور انکے نزدیک موجب اجرت ہے تو اس مین اجرت کا دینا لینا سب جائز ہے پس اجارہ مذکورہ امام ممدوح کے نزدیک اجارہ باطلہ نہین ہے اور جب اجارہ مذکورہ امام ممدوح کے نزدیک

اجارہ باطلہ نہین ہے تو لامحالہ یا اجارہ صحیحہ ہے یا اجارہ فاسدہ اور ان دونون صورتون مین اجرت امام ممدوح کے نزدیک حلال ہے وذلک مااردناہ۔

(وجہ دوم)

اجارہ مذکورہ امام ممدوح کے نزدیک درحقیقت منفعت وطی پر وارد ہوا ہی اس لئے کہ عقد اجارہ مین منفعت ہی معقود علیہ ہوتی ہے ہدایہ کا آغاز کتاب الاجارہ ملاحظہ ہو الاجارۃ عقد یرد علی المنافع بعوض آہ فتح القدیر کے کتاب الحدود کے ص۹۹ کو دیکھین لذان المستوفی بالزنا المنفعۃ وھی المعقود علیہ فی الاجارۃ لکنہ فی حکم العین فبالنظر الی الحقیقۃ یکون محلا لعقد الاجارۃ انتہی اور منفعت وطی فی نفسہا معصیت ونامشروع نہین ہے ورنہ کسی کے حق مین کبھی جائز ومشروع نہوتی اور جب اجارہ مذکورہ مین امام ممدوح کے نزدیک منفعت وطی ہی معقود علیہ ہے اور وہ فی نفسہا معصیت ونامشروع نہین ہے تو اجارہ مذکورہ امام ممدوح کے نزدیک اجارہ باطلہ نہین ہے اور جب اجارہ مذکورہ امام ممدوح کے نزدیک اجارہ باطلہ نہین ہے تو بالضرور انکے نزدیک یا اجارہ صحیحہ ہے یا اجارہ فاسدہ اور دونون صورتون مین انکے نزدیک اجرت حلال ہے وذلک مااردناہ۔

(وجہ سوم)

فتاوی عالمگیری کے کتاب الحدود کے باب ثالث مین اس مسئلہ کو بہت صاف طور سے حل کردیا ہے جس مین اب کسی مقلد امام ابوحنیفہ رح کو جائے گفت وشنود اس مسئلہ مین باقی نہین ہے وہذہ عبارتہا استاجر امرأۃ لیزنی بہا او لیطأہا او قال خذی ہذہ الدراہم لاطأک او قال مکنی

بکذا فعلت لم یحد وزاد فی النظم ولہا مہر مثلہا و یوجعان عقوبۃ ویحبسان حتی یتوبا فکذا لا یحد ان کما لو اعطاہا مالا بغیر شرط ثم جامعہا
کسی نے ایک عورت کو اس لئے نوکر رکھا کہ اسکے ساتھ زنا کرے یا اسلئے کہ اوسکے ساتھ وطی کرے
یا اس سے کہا کہ یہ روپیہ ہم وطی کرانے کے لئے یا کہا کہ تو اپنے کو میرے بس مین دیدے
اُس عورت نے ایسا ہی کیا تو ان سب صورتون مین حد نہین ہے اور
نظم مین یہ بھی ہے کہ اُس عورت کے لئے اُسکا مہر مثل واجب ہے اور دونکو
درد دہندہ سزا دیجائے اور دونون قید کئے جائین یہانتک توبہ کرین
اور صاحبین نے کہا کہ دونون پر حد جاری کیجائے جسطرح سے کہ اُس صورت
مین دونون پر حد جاری کیجاتی ہے جبکہ زانی اُس عورت مزنیہ کو بغیر شرط
زنا کے یعنی بغیر عقد اجارہ کے مالدے۔ اِس عبارت منقولہ عالمگیری سے
یہ دونون امر بخوبی ثابت ہوگئے ایک یہ کہ امام ممدوح کے نزدیک زانیہ
کے لئے بوجہ عقد اجارہ واسطے کرانے زنا کے زانی پر اجرت واجب ہے
جسکو عبارت منقولہ عالمگیری مین مہر مثل سے تعبیر کیا ہے دوسرا امر یہ کہ زانیہ
کو جو مال زانی سے بلا عقد اجارہ زنا کے حاصل ہوا یعنی زنا سے قبل زانی
و مزنیہ مین عقد اجارہ زنا منعقد نہین ہوا تھا یعنی پہلے سے اتنے یا اوتنے
کا قول و قرار نہین ہوا تھا بعد زنا کے زانی نے عورت کو کچھ مال بوجہ زنا کی
دیدیا تو وہ مال بالاتفاق حلال نہین ہے اس لئے کہ جب اِس صورت مین
دونون پر حد واجب ہوگئی تو اجرت کا وجوب زانی پر سے ساقط ہوگیا
جیسا کہ وجہ اول و دوم مین اِسکا بیان ہوچکا ہے اور اِن دونون امور کے
ثابت ہوجانے سے وہ تین امور متعلقہ عبارت چلپی حاشیہ شرح وقایہ جس مین
مخاطب نے اپنے عوام مذہب کو سخت مغالطہ دے رکھا تھا اور الٹی پلٹی انکو

سمجھا دیا تھا جس سے اُس کے مذہب کا پردہ فاش نہو بخوبی واضح ہوگیا ۱
ضمیر (الکان لعقد الاجارہ) کی لفظ (ما) ہی کیطرف پھیرنی صحیح ہے۔
۲ باء جارہ (بعقد الاجارۃ) کو سببیہ ہی سمجھنا ٹھیک ہے ۳ (الاجارۃ)
کو جو (بعقد الاجارہ) مین واقع ہے زنا ہی کے اجارہ پر حمل کرنا متعین
ہے۔ مخالفین کے زیادتی اطمینان کے لئے اس وجہ سوم کی تائید اور
کتابون سے بھی کردی جاتی ہے مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق کی کتاب
الحدود مین ہے (ولاحد ایضا بالزنا بمستاجرۃ وھذا عند
ابی حنیفۃ وقالا یحد) وعلیہ قول صاحب النظم سه واذا زنی
بامرأۃ مستاجرۃ ؛ لذلک لم یحد النغرۃ ؛ وھذا اذا اعطاھا
مالا بشرط التمکین واما اذا اعطاھا مالا ولم یشترط شیأ
او استاجرھا للخبز او الطبخ ثم جامعھا یحد اجماعا ولذلک
قید صاحب النظم بقولہ لذلک اے للزنا ای مستاجرۃ للزنا لانہ
فی المصفے لھما انہ زنی حقیقۃ فلا یعری عن الحد ولابی حنیفۃ ان
صورۃ العقد اورثہ شبھۃ فیسقط بہ الحد ایضا لکنہ یعزر
لانہ ارتکب حراما) انتہی اور فتاوی قاضی خان کے کتاب الحدود
مین ہے اذا زنی بمستاجرۃ لایحد عند ابی حنیفۃ رح اور نیز صـ۲
جلد ۴ مین ہے لو استاجر امرأۃ لیزنی بھا فزنی بھا لایحد فی قول
ابی حنیفۃ رح وان استاجرھا للخدمۃ فزنی بھا یحد انتہی اور نیز
صـ۱۲۴ جلد ۱ مین ہے اذا تزوج بذات رحم محرم منہ نحو الام و
البنت والاخت والعمۃ والخالۃ او تزوج بامرأۃ ابنہ ودخل بھا
لاحد علیہ فی قول ابی حنیفۃ وعلیہ مثلھا بالغا ما بلغ انتہی

قولہ بالجملہ مسئلہ کا اجارہ فاسدہ مین لکھنا الخ **اقول** اوپر کے
بیان سے صاف ثابت ہوچکا کہ امام ممدوح کے نزدیک خاص زنا پر اجرت
دینا لینا سب جائز ہے اس وجہ سے کہ یہ اُنکے نزدیک اجارہ باطلہ نہین ہی
اورجب یہ ثابت ہوچکا تو یہ توجیہ (اُس مال کا حلال ہونا کسی امر مباح کے
عوض مین ہے نہ زنا کے عوض مین) من قبیل توجیہ القول بمالا یرضی بہ قائلہ
ہے **قولہ** اگر زنا کی اجرت اسکو قرار دیکر حلت کا حکم دیا جاے الخ **اقول**
زنا ہی کی اجرت اسکو قرار دینا چاہیے اور مخاطب نے جو تین خرابیان بیان
کیے ہین سو کوئی خرابی لازم نہین آتی اول اسلیے نہین کہ یہ تو اوپر ثابت
ہوچکا کہ یہ اجارہ امام ممدوح کے نزدیک اجارہ باطلہ نہین ہے پس اسکا
ذکر اجارہ باطلہ مین کیون ہونے لگا دوم اس لیے نہین کہ عبارت عالمگیری
وغیرہ سے ثابت ہوچکا ہے کہ خود زنا ہی کے معاملہ پر اجرت متفق امام ممدوح کے
نزدیک جائز ہے اور جب خود معاملہ زنا ہی پر امام ممدوح کے نزدیک اجرت
کا لینا دینا جائز ہے تو ثابت ہوا کہ یہان امام ممدوح کے نزدیک اجارہ باطلہ
نہین ہے اور جب اجارہ باطلہ نہین ہے تو یا اجارہ صحیحہ ہے یا اجارہ فاسدہ
اگر اجارہ فاسدہ ہے تو دلیل لان اجر المثل بخوبی چسپان ہوگی فتامل
سوم اس لیے نہین کہ مطلق معصیت پر اجارہ لینا امام ممدوح کے نزدیک
اگر باطل ہے تو اسکا ثبوت درکار ہے اور اگر یہ اُنکا مذہب ہے تو یہ اعتراض
مخاطب امام صاحب پر ہوگا نہ ہم پر اس لیے کہ امام ممدوح صاف زنا ہی کے
معاملہ مین اجرت کے لینے دینے کو جائز فرما گئے ہین جیسا کہ اوپر گزر چکا۔
قولہ پس اس تقریر سے ظاہر ہوگیا کہ یہ تہمت امام صاحب پر بے اصل اور
بے بنیاد ہے الخ **اقول** اب ہمارے بیان سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ یہ امام

ممدوح پر تہمت نہیں ہے بلکہ یہی اُن جناب کا مذہب ہے اب ہمارے
مخاطب اپنے اِس شعر کو ؎

ہمارے اس بیان سے خصم کو لازم ہے یہ کہنا کہ ہم الزام اپنا انکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

ہماری جانب سے بھی یہی قولہ ہم نے بطور اختصار کے جواب لکھا جسکو زیادہ
تفصیل و تحقیق منظور ہو تو جواب کامل اوٹھا کر دیکھے الخ **اقول** جسقدر
آپنے جواب کامل سے لکھا اُسکا بخوبی استیصال ہوگیا اگر کچھ اور آپکو تحریر
کرنے کا شوق ہو تو لکھ ڈالیں انشاء اللہ تعالے اُسکا بھی جواب معقول
پائینگے ناظرین پر مخفی نہ رہے کہ جواب کامل جسپر مخاطب کو ناز ہے محض مغالطات
سے پر ہے اور سخت عوام فریب ہے۔ ثم الصلوٰۃ و السلام علی نبیہ
شمس الہدیٰ و آلہ بدر الدجیٰ ❊